Regd No. L 5254

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ
عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا

روزنامہ
الفضل
ربوہ
فی پرچہ ۱ر
یوم شنبہ - ۱۷ ربیع الثانی ۱۳۷۵ھ

جلد ۹/۴۴ ۔ ۳ فتح ہش ۱۳۳۴ ۔ ۳ دسمبر ۱۹۵۵ء ۔ نمبر ۲۸۲

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۲ دسمبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج صبح صحت کے متعلق دریافت کرنے پر فرمایا۔

"کل سینہ میں بہت درد ہو گئی تھی۔ آج نسبتاً افاقہ ہے"۔

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

— اخبار احمدیہ —

(لاہور ۳۰ نومبر (بذریعہ ڈاک) ناظم صاحب دفتر جماعت احمدیہ لاہور مطلع فرماتے ہیں کہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کو رات کے ابتدائی حصہ میں بے چینی اور بے خوابی رہی۔ آج صبح خدا کے فضل سے طبیعت نسبتاً بہتر ہے۔ احباب صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

— سیدہ ام مظفر احمد صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ کو نسبتاً افاقہ ہے۔ مگر کل دوپہر کے بعد کچھ گھبراہٹ اور درد کی تکلیف رہی۔ لیکن رات دوائی کے اثر کے تحت نیند آگئی۔ آج صبح پھر کچھ بے چینی شروع ہے۔ احباب دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو شفائے کامل و عاجل عطا کرے۔

مبلغ سلسلہ مکرم مولوی عبدالواحد صاحب سماٹری مشرق وسطیٰ کے دورے کے بعد ربوہ واپس پہنچ گئے

ربوہ ۲ دسمبر۔ مبلغ سلسلہ مکرم مولوی عبدالواحد صاحب سماٹری ۷ ماہ تک بلاد عربیہ کا دورہ کرنے کے بعد کل مورخہ یکم دسمبر کو جناب ایکسپریس کے ذریعہ ربوہ پہنچ گئے۔ آپ عربی علوم اور بالخصوص تاریخ اسلام میں ریسرچ کی غرض سے ۱۱ اپریل ۱۹۵۵ء کو بلاد عربیہ کے دورے پر روانہ ہوئے تھے۔ آپ چار ماہ بغداد میں رہے۔ دو ماہ دمشق میں قیام کیا۔ اس کے علاوہ بیروت اور تہران میں بھی آپ کچھ عرصہ ٹھہرے اب آپ تہران مشہد اور زاہدان وغیرہ ہوتے ہوئے پاکستان واپس تشریف لائے ہیں۔ آپ عنقریب اپنے وطن انڈونیشیا واپس تشریف لے جائیں گے۔ احباب کرام منزل مقصود تک بخیر و عافیت پہنچنے اور حصول مقاصد میں کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

مصر اور اسرائیل کے درمیان متعدد سرحدی مقامات پر زبردست جھڑپیں

طرفین کی طرف سے شدید گولہ باری - العوجہ کی جھڑپ کے بعد

— اتنی طویل لڑائی پہلے نہیں ہوئی —

قاہرہ ۲ دسمبر۔ کل مصر اور اسرائیل کے درمیان متعدد سرحدی مقامات پر زبردست جھڑپیں ہوئیں۔ طرفین نے ایک دوسرے پر زبردست گولہ باری کی۔ اقوام متحدہ کے مبصر لڑائی بند کرانے کی کوشش کرتے رہے لیکن رات گئے تک گولہ باری کا سلسلہ پوری شدت کے ساتھ جاری تھا۔ ایک خبر رساں ایجنسی کا کہنا ہے کہ العوجہ کی جھڑپ کے بعد جس میں اسرائیل نے ایک مصری چوکی پر زبردست حملہ کیا تھا۔ اتنی طویل لڑائی پہلے نہیں ہوئی تھی۔

کل مصر کی طیارہ شکن توپوں نے ایک اسرائیلی جہاز کو بھگا دیا۔ یہ جہاز غزہ کے مصری علاقے پر پرواز کر رہا تھا۔

اسرائیل کے وزیر خارجہ شیرٹ نے انکشاف کیا ہے کہ اسرائیل اسلحہ خریدنے کے لئے کینیڈا سے بات چیت کر رہا ہے۔ کل برطانیہ نے اس خبر کی تردید کی ہے کہ اسلحہ خریدنے کے سلسلہ میں اسرائیل کی طرف سے اسے بھی ہتھیاروں کی ایک خاص فہرست موصول ہوئی ہے۔ مغربی جرمنی کے ایک ترجمان نے کہا ہے کہ میری حکومت اسرائیل کو اسلحہ فراہم نہیں کرے گی۔ کیونکہ اسے اپنی ضرورت کے لئے خود اسلحہ کی ضرورت ہے۔

حکومت کی شکست کے بعد فرانس کی نیشنل اسمبلی توڑ دی گئی

ریڈیکل سوشلسٹ پارٹی کی مجلس عاملہ نے موسیو فورے کو پارٹی سے نکال دیا

پیرس ۲ دسمبر۔ موسیو فورے کی حکومت کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پاس ہونے کے بعد فرانس کی قومی اسمبلی توڑ دی گئی ہے۔ کل فرانس کے صدر موسیو کوٹی نے اسمبلی توڑنے کے لئے ایک فرمان جاری کیا۔ جو سرکاری گزٹ میں شائع کیا گیا ہے۔ آئین کی رو سے اسمبلی ٹوٹنے کے تیس دن کے اندر اندر عام انتخابات ہو جانے چاہئیں۔ اس کی رو سے انتخابات یکم جنوری کو ہونے ضروری ہیں۔ قانونی ماہرین اس بات کی کوشش کر رہے ہیں۔ کہ انتخابات موسم سرما کی تعطیلات گزرنے کے بعد ۱۵ جنوری کو ہوں۔ اسمبلی توڑنے کے فیصلہ سے وزیر اعظم موسیو فورے کی ریڈیکل سوشلسٹ پارٹی میں شدید اختلافات پیدا ہو گئے ہیں۔ کل پارٹی کی مجلس عاملہ نے طویل بحث کے بعد فیصلہ کیا۔ کہ موسیو فورے کو پارٹی سے نکال دیا جائے۔ مجلس عاملہ کے ۱۹ ممبروں نے ان کو نکال دینے کے حق میں رائے دی۔ ۲ ممبروں نے اس فیصلے کی مخالفت میں تقریریں کیں۔ چھ ممبران کی یہ رائے تھی کہ موسیو فورے کے خلاف تادیبی کارروائی تو ضرور کی جائے لیکن انہیں پارٹی سے نکالا نہ جائے۔ کابینہ کے جن پانچ ممبروں نے اسمبلی توڑنے کے فیصلہ کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے استعفیٰ دے دیا ہے۔ مجلس عاملہ نے انہیں اس پر مبارکباد دی ہے۔ عاملہ نے جب موسیو فورے کے اخراج کا فیصلہ کیا۔ تو موسیو فورے اس وقت اجلاس میں موجود تھے۔ بعد میں انہوں نے اخبار نویسوں سے کہا میں اس فیصلے پر سخت حیران ہوا ہوں میں اسے بدلوانے کی پوری کوشش کروں گا۔ مجلس عاملہ کے اجلاس کے بعد موسیو فورے نے فرانس کے صدر موسیو کوٹی سے ملاقات کی۔ ریڈیکل سوشلسٹ پارٹی کے ممبران اب موسیو فورے کے سیاسی حریف موسیو مانڈیز فرانس کے گرد جمع ہو رہے ہیں۔ وہ پہلے بھی فرانس کے وزیر اعظم رہ چکے ہیں۔

ریوا کے تمام سکول اور کالج تین ہفتہ کے لئے بند کر دیئے گئے

نئی دہلی ۲ دسمبر ہندوستان میں ریوا کے تمام سکول اور کالج تین ہفتہ کے لئے بند کر دیئے گئے ہیں۔ وہاں حال ہی بڑے پیمانے پر جو مظاہرے ہوئے ہیں۔ ان میں طلبا نے کثرت سے حصہ لیا تھا۔

— بلغراد ۲ دسمبر۔ یوگوسلاویہ کے صدر مارشل ٹیٹو حبش اور مصر کے سرکاری دورے پر روانہ ہو گئے ہیں۔ وہ اس ماہ کے آخر میں مصر پہنچیں گے۔

برما کی کمیونسٹ پارٹی کی طرف سے ہتھیار رکھ دینے کی پیشکش

رنگون ۲ دسمبر۔ برما کی کمیونسٹ پارٹی نے جو مسلح بغاوت کی ہوئی ہے حکومت کو ہتھیار رکھ دینے کی پیشکش کی ہے۔ یہ پیشکش کل مارشل بلگانن اور مسٹر خروشیف کے رنگون پہنچنے پر کی گئی۔ کمیونسٹوں نے ہتھیار رکھنے کے لئے تین شرطیں پیش کی ہیں (۱) برما کسی اینگلو امریکی [illegible] میں شریک نہ ہو۔ (۲) سیاسی قیدیوں کو رہا کیا جائے۔ (۳) برما کی کمیونسٹ پارٹی کو ملک میں مکمل جمہوری آزادی دی جائے۔

ہندوستان کے اسلامی اداروں کو شاہ سعود کا عطیہ

نئی دہلی ۲ دسمبر۔ سعودی عرب کے شاہ سعود نے ہندوستان کے اسلامی اداروں کے لئے ایک لاکھ روپے دیئے ہیں۔ ان میں دہلی کی جامع مسجد ندوۃ العلماء لکھنؤ اور دارالعلوم دیوبند شامل ہیں۔

— جاکرتہ ۲ دسمبر۔ انڈونیشیا کے عام انتخابات میں اب تک تین کروڑ دس لاکھ ووٹ گنے جا چکے ہیں۔

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر بی۔ اے ایل ایل۔ بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۳ر دسمبر ۱۹۵۵ء

یاسیت

مولانا مودودی صاحب کا ایک مضمون "مقننہ عدلیہ انتظامیہ اسلامی نقطۂ نظر سے" "روزنامہ "اعلان" لائل پور کی اشاعت مورخہ ۲۰ر نومبر ۱۹۵۵ء میں شائع ہوا ہے۔ اس میں مولانا "مختلف اعضائے ریاست کا باہمی تعلق" کے زیرعنوان فرماتے ہیں:۔

"اس سلسلے میں یہ سوال باقی رہ جاتا ہے۔ کہ اسلام میں ریاست کے ان تینوں اعضاء کا باہمی تعلق کیا ہے؟ اس باب میں احکام تو موجود نہیں ہیں۔ مگر عہد نبوی اور عہد خلافت راشدہ کے تعامل میں ہم کو پوری روشنی ملتی ہے۔ اس تعامل میں ہم کو معلوم ہوتا ہے۔ کہ جہاں تک صدر ریاست کا تعلق ہے۔ وہ صدر ہونے کی حیثیت سے ریاست کے ان تینوں شعبوں کا صدر ہے۔ یہی حیثیت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھی۔ اور یہی خلفائے راشدینؓ کو حاصل رہی۔ مگر صدر سے نیچے اتر کر ہم تینوں شعبوں کو اس دور میں ایک دوسرے سے الگ پاتے ہیں۔ اس زمانے میں اہل الحل والعقد الگ تھے۔ جن کے مشورے سے خلافتِ راشدہ کے دور میں انتظامی معاملات بھی چلائے جاتے تھے۔ اور قانونی مسائل کے فیصلے بھی کئے جاتے تھے۔ نظم ونسق کے ذمہ دار امراء الگ تھے۔ جن کا قضا (عدالت) میں کوئی دخل نہ تھا۔ اور قاضی (جج اور مجسٹریٹ) الگ تھے۔ جن پر انتظامی ذمہ داریوں کا کوئی بار نہ تھا۔

مملکت کے اہم معاملات میں پالیسی بنانے یا انتظامی اور قانونی مسائل کو حل کرنے کی جب کبھی ضرورت پیش آتی۔ خلفائے راشدینؓ ہمیشہ اہل الحل والعقد کو بلا کر مشورہ کرتے تھے۔ اور مشورے سے جب کوئی فیصلہ ہو جاتا۔ تو اہل الحل والعقد کا کام ختم ہو جاتا۔

انتظامی عہدیدار خلیفہ کے ماتحت تھے۔ وہی ان کو مقرر کرتا تھا۔ اور اسی کے احکام کے مطابق وہ نظم ونسق چلاتے تھے۔ قاضیوں کا تقرر اگرچہ خلیفہ کرتا تھا۔ مگر ایک مرتبہ قاضی مقرر ہو جانے کے بعد پھر خلیفہ کو بھی حق نہ تھا۔ کہ ان کے فیصلوں پر اثر انداز ہو۔ بلکہ اپنی ذاتی حیثیت میں یا منتظمہ کے صدر ہونے کی حیثیت میں اگر کسی شخص کا ان کے خلاف کوئی دعویٰ ہوتا تھا۔ تو ان کو بھی قاضیوں کے سامنے ٹھیک اسی طرح جواب دہی کرنی ہوتی تھی۔ جس طرح کسی رعیت کے کسی معمولی فرد کو کرنی ہوتی تھی۔

اس زمانے میں ہم کو ایسی کوئی مثال نہیں ملتی۔ کہ کوئی ایک شخص بیک وقت کسی علاقے کا عامل بھی ہو اور قاضی بھی۔ یا کوئی عامل یا گورنر یا خود صدر ریاست کسی قاضی کے عدالتی فیصلوں میں دخل دینے کا مجاز ہو۔ یا کوئی بڑے سے بڑا آدمی بھی دیوانی یا فوجداری دعووں کی جواب دہی سے عدالتوں کی حاضری سے مستثنیٰ ہو۔

اس نقشے کی تفصیلات میں ہم اپنی موجودہ ضرورتوں کے مطابق ردّ و بدل کر سکتے ہیں۔ مگر اس کے اصول جوں کے توں قائم رہنے چاہئیں۔ جس قسم کے جزوی ردّ وبدل اس میں کئے جا سکتے ہیں۔ وہ اس طرح کے ہیں۔ کہ مثلاً ہم صدر ریاست کے انتظامی وعدالتی اختیارات خلفائے راشدین کی بہ نسبت محدود کر سکتے ہیں۔ کیونکہ اب اس درجے کے قابل اعتماد صدر ریاست ہمیں نہیں مل سکتے۔ جیسے خلفائے راشدین تھے۔ اس لئے ہم اپنے صدر کے انتظامی اختیارات پر بھی پابندیاں عائد کر سکتے ہیں۔ تاکہ وہ ڈکٹیٹر نہ بن جائے۔ اور اس کو مقدمات کی براہِ راست خود سماعت کرنے اور ان کے فیصلے کرنے سے بھی روک سکتے ہیں۔ تاکہ وہ بے انصافی نہ کرنے لگے۔

(اس موقع پر ایک صاحب نے اٹھ کر سوال کیا۔ کہ آپ کی رائے کا ماخذ کیا ہے؟ مقرر نے اس کے جواب میں کہا۔ اس قول کے لئے میری دلیل یہ ہے۔ کہ خلافت راشدہ میں انتظامیہ اور عدلیہ کے شعبے بالکل الگ الگ تھے۔ رہا صدر ریاست۔ تو اس کی ذات میں ان دونوں اختیارات کو کسی حکم شرعی کی بناء پر جمع نہیں رکھا گیا تھا۔ بلکہ اس اعتماد پر جمع کیا گیا تھا۔ کہ وہ جج کی حیثیت سے انصاف کی مسند پر بیٹھ کر اپنی انتظامی مصلحتوں کو دخیل نہ ہونے دیں گے۔ بلکہ خلفائے راشدین کی ذات پر تو لوگوں کو اس درجہ اعتماد تھا۔ کہ وہ خود یہ چاہتے تھے۔ کہ آخری عدالتِ انصاف وہی ہوں۔ تاکہ اگر کہیں انصاف نہ ملے تو ان کے پاس ضرور مل جائے۔ اسی اعتماد کی مستحق اگر کوئی شخصیت ہم نہ پا سکیں۔ تو اسلامی دستور کے کسی قاعدے نے ہمیں اس بات پر مجبور نہیں کر دیا ہے۔ کہ ہم صدر کی ذات میں چیف جسٹس اور انتظامیہ کے رئیس اعلیٰ کی حیثیتیں لازماً جمع رکھیں)"

(روزنامہ "اعلان" لائل پور مورخہ ۲۰ر نومبر ۱۹۵۵ء)

ہم نے پوری عبارت نقل کر دی ہے۔ تاکہ مودودی صاحب کے اصول اور ان کا استدلال پوری طرح سامنے آ جائے۔ ہم یہاں اصل مسئلے کے این وآں پر بحث کرنا نہیں چاہتے۔ کہ آیا اسلام میں ریاست کے مختلف اعضا مقننہ عدلیہ اور انتظامیہ کا صدر ریاست میں متحد ہونا جائز ہے یا نہیں۔ ہم صرف اس استدلال پر کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔ جو مودودی صاحب نے موجودہ زمانہ میں ان مختلف اعضائے ریاست کو ایک واحد شخصیت میں متحد نہ کرنے کو جائز ٹھہرانے کے لئے کیا ہے۔

آپ یہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ذات میں یہ تینوں چیزیں جمع تھیں۔ لیکن آپ فرماتے ہیں۔ کہ چونکہ اس درجہ کے قابل اعتماد صدر ریاست ہمیں نہیں مل سکتے۔ جیسے خلفائے راشدینؓ تھے۔ اس لئے ہم اپنے صدر کے انتظامی اختیارات پر بھی پابندیاں عائد کر سکتے ہیں۔

اگر اس اصول کو صحیح تسلیم کر لیا جائے۔ تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہیئے۔ کہ ہم اس زمانہ میں اس قسم کی اسلامی حکومت قائم نہیں کر سکتے۔ جس قسم کی اسلامی حکومت خلفائے راشدینؓ کے عہد میں قائم ہوئی۔ کیونکہ آج ہمیں ویسے قابل اعتماد صدر نہیں مل سکتے۔ اور نہ ویسے عوام مل سکتے ہیں۔ جیسے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہیئے۔ کہ چونکہ آج ہمیں ویسے لوگ نہیں مل سکتے۔ جیسے کہ اس عہد میں تھے۔ اس لئے ہم کو اس عہد کو موجودہ عہد کے لئے بطور نمونہ بھی نہیں لینا چاہیئے۔ بلکہ آج جو بات ہماری عقل میں درست ثابت ہو۔ اسی پر عمل کرنا چاہیئے۔ اگر اس استدلال کو ذرا اور کھینچا جائے۔ تو نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ چونکہ صدر اول میں ایسے اعلیٰ لوگ تھے۔ انہوں نے قرآن کریم اور سنت پر عمل کیا۔ مگر اب چونکہ ویسے لوگ ناپید ہیں۔ ہم قرآن و سنت کی بجائے اپنی عقل سے ایسے اصول بنا سکتے ہیں۔ جو ریاست کا کاروبار چلانے کے لئے درست معلوم ہوں۔ دوسرے لفظوں میں مودودی صاحب کے اصول کے مطابق اسلامی قانون کا انحصار شخصیتوں کے قابل اعتماد یا ناقابل اعتماد ہونے پر ہے۔ نہ کہ خود قانون کے قابل عمل ہونے پر۔ المختصر اسلامی قانون شخصیتوں کے ساتھ ساتھ بدلتا رہتا ہے۔ اس کی اپنی کوئی مستقل حیثیت نہیں۔

اب اس امر پر ایک دوسرے پہلو سے غور کیجیئے۔ مودودی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ اب اس درجہ کے قابل اعتماد صدر ریاست ہم کو نہیں مل سکتے۔ یہی وہ یاسیت ہے۔ جس نے مسلمانوں میں تقویٰ میں ترقی کی راہیں مسدود کر دی ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ کہ

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔ ثم رددنٰه اسفل سافلین الا الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات فلهم اجر غیر ممنون۔

یعنی ہم نے انسان کو بہترین ساخت عطا کی ہے۔ پھر اس میں انتہائی پستی میں گرنے کے بھی امکانات ہیں۔ لیکن جو ایمان لاتا ہے۔ اور نیک اعمال بجا لاتا ہے۔ اس کے لئے ترقی کے ایسے ایسے راستے کھلتے ہیں۔ کہ جن کی کوئی انتہا نہیں۔

الغرض مودودی صاحب جس مقام پر ہیں۔ وہ ایسا ہی استدلال کر سکتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ حقیقی الٰہی حکومت قائم کرنے کے لئے حقیقی باخدا انسانوں کی ضرورت ہے۔ جن کا طریق کار پہلے دلوں پر حکومت قائم کرنا ہے۔ خلفائے راشدینؓ ایسی حکومت کیوں قائم کر سکے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ خلفائے علیٰ منہاج نبوت تھے۔ وہ جسموں پر نہیں بلکہ دلوں پر حکومت الٰہیہ قائم کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جیسا کہ مودودی صاحب نے فرمایا ہے۔

"خلفائے راشدین کی ذات پر تو لوگوں کو اس درجہ اعتماد تھا کہ وہ خود یہ چاہتے تھے۔ کہ آخری عدالت انصاف وہی ہوں"۔

خلفائے راشدینؓ کا للّٰہی طریق کار تھا۔ جس نے ان پر یہ اعتماد پیدا کر دیا تھا۔ اور وہ الٰہی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہوئے۔ مولانا مودودی کا طریق کار دنیوی حکومتوں کا ہے جیسا کہ مثلاً اشتراکی یا فاشی لادینی تحریکوں کا طریق کار ہے۔ جو اپنا نظریۂ زندگی بالجبر ٹھونسنا چاہتی ہیں۔ اس لئے خدانخواستہ اگر مودودی صاحب ایسے مصلحین کامیاب بھی ہو جائیں۔ تو وہ قطعاً الٰہی حکومت نہیں بلکہ لادینی حکومت قائم کریں گے۔ جس کی جڑیں دلوں میں نہیں بلکہ تلوار کی نوک میں ہوں گی۔ جب تک یہ نوک کارآمد رہے گی۔ اسی وقت تک شاید۔ مگر تا یکے عمر

سبز ہوتے کھیت دیکھا ہے کبھی شمشیر کا

ایسی حکومت میں قابل اعتماد صدر کہاں سے پیدا ہو سکتے ہیں۔ جہاں صرف جبر واکراہ ہی قابل اعتماد سمجھا جاتا ہے۔ جہاں اختلاف رائے رکھنے والے کو واجب القتل قرار دینا حکومت کا طرۂ امتیاز ہو۔ ایسی حکومت سے تو مغربی لادینی جمہوریت ہی ہزار درجہ بہتر ہے۔ کہ اس میں جو کچھ کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اسلام کے نام پر نہیں بلکہ عقل اور انسانیت کے نام پر کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ لوگ اپنے اصولوں کے مطابق ترقی پر ترقی کئے جا رہے ہیں۔ مگر ہم ہیں۔ کہ قابل اعتماد صدر ریاست پیدا کرنے سے بھی مایوس ہو چکے ہیں۔ اور اگر اللہ تعالےٰ راستہ کھولتا ہے۔ تو اس پر تلواروں کا پہرہ لگا دیتے ہیں۔ اور جبر واکراہ سے مسدود کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر کیا یہ لوگ آسمان کے دروازے بند کر سکتے ہیں؟

تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے افتتاح کے موقعہ پر

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا طلبہ سے خطاب

دُنیا کے تمام علوم سیکھو اور اس بات کو یاد رکھو کہ تمہارا کردار ہمیشہ اسلامی تعلیم کے مطابق ہونا چاہیئے

فرمودہ ۶ دسمبر ۱۹۵۴ء - قسط سوم

مرتبہ: مولوی سلطان احمد صاحب پیر کوٹی واقف زندگی

نوٹ: صیغہ زود نویسی اس تقریر کو اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اس پر نظر ثانی نہیں فرما سکے۔ خاکسار محمد یعقوب مولوی فاضل

یہ کالج جن علوم کے لئے بنایا گیا ہے۔ ان کا سیکھنا تعلیم الاسلام میں شامل ہے۔

تعلیم الاسلام کے متعلق

غلط طور پر کہا جاتا ہے کہ اس کے معنے صرف نماز روزہ کے ہیں۔ قرآن کریم سب علوم سے بھرا پڑا ہے۔ خدا تعالیٰ نے شریعت اور قانون قدرت دونوں کو بنایا ہے۔ پھر یہ عجیب بات ہے کہ ہم ان میں سے ایک کو مانتے ہیں۔ اور ایک کو نہیں مانتے۔ قانون قدرت بھی مذہب ہے اور خدا تعالیٰ کا بنایا ہوا ہے۔ اور اسکے نتائج بھی یقینی ہیں قانونِ قدرت خدا تعالیٰ کا فعل ہے۔ اور شریعت اس کا قول ہے۔ اگر ہم خدا تعالیٰ کے قول سے استدلال کرتے ہیں۔ تو اس کے فعل سے کیوں استدلال نہ کریں۔ خدا تعالیٰ کے قول کو لے لینا اور اس کے فعل کو ترک کر دینا ایک بے ڈھنگے اور بے اصولے آدمی کا کام ہے۔ خدا تعالیٰ نے

مومنوں کو نصیحت

کی ہے کہ لِمَ تقولون ما لا تفعلون تم وہ کچھ کیوں کہتے ہو۔ جو تم کرتے نہیں۔ گویا اس نے ہمیں ہدایت کی ہے کہ ہم جو کہتے ہیں وہ کریں بھی۔ پھر خدا تعالیٰ یہ کس طرح کر سکتا ہے۔ کہ وہ کہے کچھ اور کرے کچھ۔ ہمارا خدا تعالیٰ کے متعلق اس قسم کا اعتقاد رکھنا درست نہیں ہو سکتا۔ اس نے دین کو بھی بنایا ہے۔ اور زمین و آسمان کو بھی پیدا کیا ہے۔

فرق صرف یہ ہے

کہ ایک اس کا قول ہے اور دوسرا اس کا فعل۔ اور یہ دونوں چیزیں ایک دوسرے کی مؤید ہیں۔ اور جب خدا تعالیٰ کا قول اور فعل ایک دوسرے کے مؤید ہیں۔ تو دنیا میں جتنے مضامین پائے جاتے ہیں وہ قرآن کریم کے شاہد ہیں۔ جس طرح ہمارے لئے یہ ضروری ہے کہ نماز روزہ کے احکام پر عمل کریں۔ اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ حسب استطاعت دنیوی علوم بھی سیکھیں۔ آگے جس طرح کوئی زیادہ عبادت کرتا ہے اور کوئی کم عبادت کرتا ہے۔ اسی طرح کوئی زیادہ علوم سیکھ سکتا ہے اور کوئی کم علوم سیکھ سکتا ہے۔ ہمارے ہاں کوئی علاج معالجہ کا کام کرے۔ تو اسے حکیم کہا جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ اس نے بعض نسخے معلوم کر لئے ہیں۔ اور چونکہ اس کے گزارہ کی کوئی صورت نہیں ہوتی۔ اس لئے وہ ان نسخوں کے ذریعہ روزی کما لیتا ہے۔ حالانکہ

حکیم کا لفظ

یونانیوں نے ایجاد کیا تھا۔ اور وہ اس شخص کے متعلق حکیم کا لفظ استعمال کرتے تھے۔ جو سارے علوم جانتا ہو اسے علم ہیئت بھی آتا ہو حساب بھی آتا ہو۔ علم کیمیا بھی آتا ہو علم کیمیا بھی آتا ہو جغرافیہ میں بھی اسے دسترس حاصل ہو۔ اسی طرح وہ فلسفہ منطق اور علم علاج میں بھی واقفیت رکھتا ہو۔ اسے موسیقی بھی آتی ہو۔ کیونکہ موسیقی بھی ایک قسم کا علم ہے۔ ان سب علوم کے جاننے کے بعد کوئی شخص حکیم کہلاتا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ ایک ماہر طبیب تھے۔ اور طبابت کے علاوہ آپکو کئی اور علوم میں بھی دسترس حاصل تھی۔ جب لوگ آپکو حکیم کہتے تھے تو آپ فرماتے تھے۔ میں تو طبیب ہوں حکیم نہیں ہوں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مجھے بعض اور علوم بھی آتے ہیں۔ لیکن میں نے علم موسیقی نہیں سیکھا اس لئے میں بھی حکیم نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ حکیم اس شخص کو کہتے ہیں۔ جو سب علوم جانتا ہو۔ اب بھی ایسے لوگ پائے جاتے ہیں۔ جن کی طائرانہ نظر ہر علم پر پڑ جاتی ہے۔ مثلاً برنارڈ شا کو ہر علم میں تھوڑی بہت دسترس حاصل تھی۔ اور وہ ہر علم کو استعمال کرنا جانتا تھا۔ پس علوم کا سیکھنا اسلام کا ہی ایک حصہ ہے۔ آگے تم زیادہ علوم سیکھو یا کم۔ یہ تمہارا کام ہے۔ پس

تعلیم الاسلام کالج

کے یہ معنے نہیں کہ یہاں صرف قرآن کریم اور حدیث کی تعلیم دی جاتی ہے۔ یہ واقعات کے خلاف ہے۔ یہاں دنیوی علوم بھی سکھائے جاتے ہیں۔ جب تم یہ سمجھ کر حساب سیکھتے ہو کہ قرآن کریم نے کہا ہے حساب سیکھو تو یہ اسلام کا ہی ایک حصہ بن جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ میں قیامت کے روز ہر ایک سے حساب لوں گا اگر وہ حساب دان ہے۔ تو ہم حساب کیوں نہ سیکھیں۔ اگر جغرافیہ کا جاننا خدا تعالیٰ کے لئے کوئی عیب نہیں۔ تو یہ ہمارے لئے بھی عیب نہیں۔ اگر جغرافیہ اور حساب جاننے کے باوجود خدا تعالیٰ کی ذات پر کسی قسم کا اعتراض نہیں ہو سکتا۔ تو ہمارا حساب اور جغرافیہ سیکھنا بھی ہمیں دین کے دائرہ سے خارج نہیں کرتا۔ بدقسمتی سے مسلمانوں نے گزشتہ زمانہ میں یہ خیال کر لیا تھا۔ کہ ان علوم کا پڑھنا جرم ہے چند دن ہوئے

بنگال سے ایک وفد

یہاں آیا۔ اس کے بعض ممبروں نے بتایا کہ ابتدا میں مولویوں نے ہی کہا تھا کہ انگریزی پڑھنا جرم ہے۔ چنانچہ مسلمانوں نے اس زبان کا بائیکاٹ کر دیا۔ اور ہندوؤں اور دوسری اقوام نے اس زبان کو سیکھا اس طرح ہندو مسلمانوں سے آگے نکل گئے۔ اب ہر کام میں ہندو مسلمان سے آگے ہیں۔ گویا اسلام کو جن مصائب کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ ان کا موجب ہمارے مولوی ہی ہیں۔ اگر مولوی لوگ انگریزی زبان کی تعلیم کے خلاف فتوے نہ دیتے۔ تو مسلمان بھی ابتدا میں ہی اس کی طرف متوجہ ہو جاتے۔ اور وہ بہت زیادہ ترقی کر جاتے۔ لیکن انہوں نے اس قدر سختی کی کہ کیمیا۔ جغرافیہ اور دوسرے تمام علوم انہوں نے ممنوع قرار دے دیئے۔

ہمارے ہاں

ایک روایت ہے

کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام خدا تعالیٰ سے ملے۔ اور آپ نے سوال کیا کہ اے خدا اگر آپ دنیا میں ہوتے تو کیا کرتے۔ اور کونسی چیز خوراک کے طور پر استعمال کرتے۔ خدا تعالیٰ نے جواب دیا۔ میں خدا ہوں میں نے کیا کھانا تھا۔ مجھے خوراک کی احتیاج نہیں۔ پھر مجھے انسان کی طرح دنیوی کام کرنے کی بھی ضرورت نہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دوبارہ سوال کیا کہ پھر بھی بتایئے کہ اگر آپ دنیا میں ہوتے تو کیا کام کرتے اور کیا چیز بطور خوراک استعمال کرتے۔ اس پر خدا تعالیٰ نے کہا اگر میں دنیا میں ہوتا تو دودھ چاول کھاتا اور ردّی کاغذ چنتا۔ گویا ہمارے مولویوں کے نزدیک دنیوی علوم کا سیکھنا تو جرم ہے۔ اور چوہڑوں کا کام کرنا یعنی زمین پر پڑے ہوئے ردّی کاغذ چننا ایسا کام ہے کہ اگر خدا تعالیٰ دنیا میں آتا نعوذ باللہ وہ بھی یہی کام کرتا۔

یاد رکھو

دنیوی علوم کا سیکھنا جرم نہیں بلکہ ان کا سیکھنا بہت ضروری ہے۔ قرآن کریم ان سب علوم کی تائید کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ سیروا فی الارض کہہ کر تاریخ اور جغرافیہ کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ اسی طرح کہتا ہے تم اسراف سے کام نہ لو بلکہ اقتصاد کو ملحوظ رکھو۔ یہ کام بغیر حساب کے کس طرح ہو سکتا ہے پھر قرآن کریم کہتا ہے کہ تم ستاروں سورج اور چاند کی گردش کی طرف دیکھو اور یہ کام علم ہیئت کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ پھر قرآن کریم نے سائیکالوجی کو بار بار پیش کیا ہے۔ کہتا ہے افلا تعقلون افلا تفقھون۔ اسی طرح منطق کو بیان کرتا ہے مثلاً فرماتا ہے منکرین کہتے ہیں کہ ہم وہی کریں گے جو ہمارے باپ دادا کرتے آئے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اگر تمہارے باپ دادا بیوقوف بھی ہوں تو کیا پھر بھی تم وہی کچھ کرو گے۔ جو وہ کرتے چلے آئے ہیں۔ اب دیکھو یہ منطق ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ تمہارے باپ دادا اپنی بیوقوفی کی وجہ سے تباہ ہوئے تھے۔ کیا تم بھی ان کے نقش قدم پر چل کر تباہ ہو گے۔ غرض قرآن کریم ہر قسم کے علوم کو حاصل کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔

جب بانئ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے

ہائی سکول کا قیام

فرمایا تو اس کا نام تعلیم الاسلام ہائی سکول رکھا آپ کی نقل میں ہم نے بھی اس کالج کا نام تعلیم الاسلام کالج رکھا ہے۔ آپ نے جب سکول بنایا تو آپ کی غرض یہ تھی کہ اس میں صرف قرآن کریم اور حدیث ہی نہیں۔ بلکہ دوسرے دنیوی علوم بھی پڑھائے

جائیں گے اور اس طرح آپ دنیا کو یہ بتانا چاہتے تھے کہ دوسرے علماء نے جو بعض دنیوی علوم کو غیر اسلامی کہا ہے غلط ہے۔ سب چیزیں خدا تعالیٰ نے بنائی ہیں اس لئے جو چیز بھی دنیا میں پائی جاتی ہے اس سے فائدہ اٹھانا ضروری ہے۔ پھر اپنی ذات میں کوئی علم برا نہیں۔ ہر علم سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں۔ گو سارے علوم میں دسترس رکھنے والے زیادہ نہیں ہو سکتے مثلاً مجھے ہی اللہ تعالیٰ نے بہت سے علوم عطا فرمائے ہیں۔ مگر پھر بھی میں حکیم نہیں کہلا سکتا کیونکہ حکیم اس کو کہا جاتا ہے۔ جو ہر فن اور ہر علم میں دسترس رکھتا ہو۔ اور مجھے بعض علوم نہیں آتے مثلاً علم موسیقی بھی ایک علم ہے۔ مگر میں اس سے واقف نہیں ہوں ایک دفعہ

ایک لطیفہ

ہوا کسی نے موسیقی سیکھی۔ تو میں نے کہا میں تو اتنا سمجھتا ہوں۔ کہ جب کوئی شخص کسی خاص سُر میں گاتا ہے اور اس میں وہ کوئی مضمون بیان کرتا ہے۔ تو یہی چیز موسیقی کہلاتی ہے۔ اگر آواز اور لہجہ اچھا ہوا تو وہ کانوں کو بھی اچھا لگتا ہے لیکن یہ جو تم صرف تاروں پر گاتے ہو اور اسے پکا راگ کہتے ہو یہ کیا ہے۔ ایک شخص کہتا ہے "گاڈ سیو دی کنگ" خدا تعالیٰ بادشاہ کو سلامت رکھے۔ اب اگر تاروں پر اس فقرہ کو دہرایا جائے۔ تو گاڈ سے کوئی دوسرا لفظ بھی مراد لیا جا سکتا ہے اب ہم اس آواز سے کوئی دوسرا لفظ کیوں مراد نہ لیں۔ صرف یہ کیوں سمجھیں کہ گانے والا "گاڈ سیو دی کنگ" کہہ رہا ہے میں تو اتنا سمجھتا ہوں کہ یہ ایک سُر ہے۔ آگے یہ سُر جس لفظ سے بھی مل جائے۔ ملجائے۔ آپ چونکہ اس سُر کو "گاڈ سیو دی کنگ" کے لئے بنایا ہے۔ اسلئے آپ سمجھتے ہو کہ گانے والا یہی گا رہا ہے۔ وہ کہنے لگے۔ آپ نہیں سمجھے۔ میں آپ کو سمجھاتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے

علم موسیقی کے متعلق

آدھ گھنٹہ یا پون گھنٹہ گفتگو کی اور مجھے اس کے متعلق بعض باتیں سمجھانے کی کوشش کی اور پھر فخریہ طور پر کہا اب تو آپ سمجھ گئے ہوں گے۔ میں نے کہا۔ میں نے علم موسیقی کے متعلق پہلے جو کچھ سمجھا تھا۔ اب معلوم ہوا ہے کہ وہ بھی غلط ہے۔ بلکہ اب آپ نے جو کچھ بتایا ہے وہ بھی میں نہیں سمجھا۔ کچھ عرصہ کے بعد میں لاہور گیا وہاں ایک معزز غیر احمدی دوست مجھے ملنے آئے مجلس میں موسیقی کا ذکر ہو رہا تھا۔ وہاں میں نے یہ لطیفہ سنایا۔ انہیں پینٹنگ (Painting) کا شوق تھا۔ میں نے کہا۔ آپ بتائیں۔ یہ کیا علم ہے اگر ہم کوئی پہاڑ بنالیں یا کوئی گدھا یا گھوڑا بنا لیں تو یہ تصویر ہمیں اچھی لگے گی۔ لیکن مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آئی کہ ایک غیر انسانی چیز ہے اور اس کے سامنے ہزاروں تاریں ہیں۔ گویا وہ اس کی ٹانگیں ہیں۔ اب کیا دنیا میں کوئی اس قسم کی مخلوق ہے۔ جس کی ہزاروں ٹانگیں ہوں۔ انہوں نے کہا آپ نے پینٹنگ کو نہیں سمجھا۔ یہ بھی ایک علم ہے۔ میں آپ کو سمجھاتا ہوں۔ میں نے کہا پہلے میری بات سن لیں اس کے بعد آپ جو چاہیں کہیں

میں تو سمجھتا ہوں

کہ جو جذبات انسانی فوٹو میں نہیں لائے جا سکتے ایک پینٹر اپنی تصویر میں انہیں بآسانی لا سکتا ہے پینٹنگ کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ چاہے کوئی شخص ہنس رہا ہو وہ اسے تصویر میں روتا ہوا دکھا سکتا ہے یا چاہے کوئی کتنا شریف ہو وہ اسے تصویر میں بدمعاش اور غنڈا دکھا سکتا ہے اس لئے اسلام نے ان تصویروں کی ممانعت کی ہے کیونکہ ان کے ذریعہ اچھے سے اچھے آدمی کو برا دکھایا جا سکتا ہے فوٹو میں یہ بات نہیں۔ اگر کوئی آدمی ہنس رہا ہو۔ تو فوٹو اسے ہنستا ہوا ہی دکھائے گا۔ اب یہ کہ اس میں کوئی فلسفہ ہوتا ہے یا

بعض باریک باتیں

ہوتی ہیں جو ایک عام آدمی نہیں سمجھ سکتا۔ یہ غلط۔ انہوں نے کہا۔ بات آپ کی سمجھ میں نہیں آئی۔ میں آپ کو سمجھاتا ہوں۔ چنانچہ وہ سمجھاتے رہے۔ اور آخر میں میں نے انہیں وہی جواب دیا۔ جو پہلے دوست کو موسیقی کے بارہ میں دیا تھا۔ کہ نصف گھنٹہ یا پون گھنٹہ تک آپ سمجھاتے رہے۔ لیکن میں جو کچھ سمجھا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ اس علم کے متعلق جو کچھ میں اب تک سمجھتا رہا ہوں۔ وہ غلط ہے۔ اور آپ نے جو کچھ سمجھانا چاہا ہے وہ میں نہیں سمجھا۔ اب دیکھو دو علم ایسے ہیں جو مجھے نہیں آتے۔ پھر میں کہاں حکیم کہلا سکتا ہوں۔ نہ میں علم موسیقی جانتا ہوں اور نہ میں پینٹنگ جانتا ہوں۔ ورنہ مجھے ہر علم کا شوق ہے۔ ہاتھ دیکھنا کمپیریٹو ریلیجن۔ طب۔ جغرافیہ۔ تاریخ حساب اور باقی اکثر علوم کے متعلق میں نے کتابیں پڑھی ہیں اور میں ان کے متعلق خاصی واقفیت رکھتا ہوں۔ لیکن یہ علوم میں نے کالج میں نہیں پڑھے۔ پرائیویٹ طور پر ان کا مطالعہ کیا ہے۔ ایک چھوٹا سا نکتہ تھا جس نے مجھے اس کا شوق دلایا۔ میں ایک دفعہ دہلی جا رہا تھا۔ کہ سفر پر جانے سے پہلے

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ

نے مجھے کہا۔ میاں تم نے کبھی کنچنی کا ناچ بھی دیکھا ہے مجھے بہت شرم آئی کہ آپ نے یہ کیا سوال کیا ہے اور میں کوئی جواب نہ دے سکا۔ آپ نے فرمایا کہ میاں تم دین سیکھ رہے ہو۔ اگر تمہیں کنچنی کے ناچ کا ہی علم نہیں تو تم اس کے متعلق فتویٰ کیا دے سکتے قائم کر سکتے ہو۔ تم اسے فن کے طور پر دیکھو اس چیز نے مجھے احساس دلایا کہ علم کے طور پر کوئی چیز بھی بری نہیں۔ ہاں اگر وہی چیز تعیش کے طور پر کی جائے۔ تو وہ علم نہیں بلکہ جہالت ہے۔ مثلاً چوری بھی ایک علم ہے اگر یہ علم نہ سیکھا جائے تو جاسوس کیسے بنیں اس کے متعلق بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں لکھا ہے کہ چور کی ایک عادت ہوتی ہے اور وہ اسے بار بار دہراتا ہے مثلاً ایک چور کو کھڑکی سے کودنے کی عادت ہے۔ دوسرے کو سیندھ لگانے کی عادت ہے جاسوسوں نے ان پر نشان لگایا ہوا ہوتا ہے جب بھی کوئی چوری ہوتی ہے۔ جاسوس اس نشان پر بڑھ کا تتبع کرتے ہیں۔ مثلاً کسی گھر میں چوری ہوتی ہے اور چور کھڑکی سے کودا ہے تو انہیں معلوم ہوگا۔ کہ کتنے چور ایسے ہیں جنہیں کھڑکی سے کودنے کی عادت ہے ان کے متعلق وہ یہ معلوم کریں گے کہ ان میں سے کون سا شخص فلاں تاریخ کو گھر سے غیر حاضر تھا۔ جو شخص گھر سے غیر حاضر ہوگا۔ وہ اسے پکڑ لیں گے۔ غرض یہ بھی ایک علم ہے اور برا اپنی ذات میں برا نہیں اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے پس جو علم قانون کے مطابق ہیں وہ دین کا ایک حصہ ہیں۔ ان سے خود بھی فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ اور دوسروں کو بھی فائدہ پہنچایا جا سکتا ہے۔ (باقی)

زکوٰۃ کی فرضیت

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سنہ ۱۹۴۲ء کے جلسہ سالانہ پر زکوٰۃ کی فرضیت کے متعلق جو بیان فرمایا۔ وہ حضور ہی کے الفاظ میں پیش کیا جاتا ہے حضور فرماتے ہیں:۔

زکوٰۃ تو ایسی ضروری چیز ہے کہ جو نہیں دیتا وہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ میں جب کچھ لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بھا وصل علیھم۔ ان میں تو رسول کریمؐ کو حکم ہے کہ تو لے۔ اب جبکہ آپ نہیں رہے۔ تو اور کون لے سکتا ہے؟ نادانوں نے یہ نہ سمجھا کہ وہ محمد کا قائمقام ہوگا جو لے گا۔ لیکن جہالت سے انہوں نے کہدیا کہ ہم زکوٰۃ نہیں دیں گے۔ ادھر تو لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ اور ادھر فساد ہو گیا۔ قریباً سارا عرب مرتد ہو گیا۔ اور کئی مدعی نبوت کھڑے ہو گئے۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ نعوذ باللہ اسلام تباہ ہونے لگا ہے۔ ایسے نازک وقت میں صحابہؓ نے حضرت ابو بکرؓ سے کہا کہ آپ ان لوگوں سے جنہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا ہے فی الحال نرمی سے کام لیں۔

حضرت عمرؓ جن کو بہت بڑا بہادر کہا جاتا ہے وہ کہتے ہیں کہ گو میں کتنا ہی جری ہوں مگر ابو بکرؓ جتنا نہیں۔ کیونکہ میں نے بھی اس وقت یہی کہا کہ ان سے نرمی کی جائے۔ پہلے کافروں کو زیر کر لیں پھر ان کی اصلاح کریں گے۔ لیکن ابو بکرؓ نے کہا ابن قحافہ کی کیا حیثیت ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دیتے ہوئے حکم کو بدلائے۔ میں تو ان سے اس وقت تک لڑونگا۔ جبتک کہ یہ لوگ پوری زکوٰۃ نہ دیں۔ اور اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت اونٹ باندھنے کی ایک رسی جو دیتے تھے وہ بھی ادا نہ کر دیں۔ اس وقت صحابہؓ کو پتہ لگا کہ خدا تعالیٰ کا بنایا ہوا خلیفہ کس قدر جرأت اور دلیری رکھتا ہے۔ آخر حضرت ابو بکرؓ نے ان کو زیر کر لیا اور ان سے زکوٰۃ لے کر چھوڑی۔

مگر بہت لوگ ہیں جو زکوٰۃ نہیں دیتے جب نہیں کہا جائے۔ تو کہتے ہیں اچھا یہ بھی فرض ہے؟ پھر ایک سال یونہی گذار دیتے ہیں گویا انہوں نے کچھ سنا ہی نہیں۔ دوسرے سال پھر سنتے ہیں۔ مگر ایسا ہی سنتے ہیں گویا نہیں سنا مگر اس طرح وہ اس فرض کی ادائیگی سے بچ نہیں سکتے۔ جو شخص زکوٰۃ کو چھوڑتا ہے اس سے وہی معاملہ جائز ہو جاتا ہے جو کفار سے کیا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے جب حضرت ابو بکرؓ کو زکوٰۃ نہ دینے والوں کے متعلق کہا کہ یہ مسلمان ہیں ان سے کافروں والا معاملہ نہ کیا جائے۔ تو حضرت ابو بکرؓ نے کہا۔ نہیں ان سے کافروں والا ہی معاملہ کیا جائیگا چنانچہ ان کو پکڑ کر غلام بنایا گیا۔

زکوٰۃ کے متعلق ہم نے ایک رسالہ مسائل زکوٰۃ شائع کیا ہوا ہے۔ تم اس کو پڑھو۔ اور جس پر زکوٰۃ واجب ہے وہ زکوٰۃ دے اور اس رقم کو مرکز میں پہنچاؤ۔ جیسا کہ اسکے متعلق حکم ہے۔" (ناظر بیت المال)

شیطان اور اس کی حقیقت

(از مکرم محمد اشرف صاحب ناصر شاہد مبلغ سلسلہ)

نوٹ :۔ مندرجہ ذیل مضمون میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کتب کے استفادہ سے مرتب کیا ہے۔

مسلمانوں کا عقیدہ

مسلمانوں کا یہ عام عقیدہ ہے۔ کہ نظر نہ آنے والی ارواح تین قسم کی ہیں۔

(۱) فرشتے۔ جو سب نیک ہیں۔ بعض کے خیال میں ان میں سے بعض گمراہ بھی ہو جاتے ہیں۔ جیسے شیطان کہ وہ پہلے فرشتہ تھا۔

(۲) شیطان۔ کہ جو سب بُرے ہوتے ہیں۔

(۳) جن کہ جو نیک بھی ہوتے ہیں اور بد بھی۔

دیگر مذاہب میں شیطان کا ذکر

زرتشتی مذہب کا یہ خیال ہے۔ کہ خدا دو ہیں۔ ایک تاریکی کا اور ایک نور کا۔ نیکی کے خدا کو یزدان اور بدی کے خدا کو اہرمانہ یا اہرمن کہتے ہیں۔ یعنی تاریکی۔ اس نام سے ظاہر ہے۔ کہ اس کے معنے شیطان کے ہیں۔ اس طرح عیسائیوں اور یہودیوں میں بھی اس کا وجود مانا جاتا ہے۔

شیطان کے لغوی معنے

شیطان کا لفظ دو مختلف مادوں سے بن سکتا ہے۔ (۱) شطن (۲) شاط۔ اگر اسے شطن کے مادہ سے بنا ہوا قرار دیا جاوے۔ تو یہ فَیْعَال کے وزن پر ہے۔ اور شطن عنہ کے معنی ہیں البعد دُور ہو ہو گیا۔ شطن الدار کے معنی ہیں۔ گھر دور ہو گیا۔ (اقرب) اور الشطن کے معنی ہیں۔ الحبل الطویل۔ لمبا رسہ۔ اور شطن صاحبہ کے معنی ہیں۔ خالفہ عن نیتہ و وجھہ اپنے ساتھی کی مخالفت کی۔ اس کو اس کے ارادہ اور مقصد سے پھرا دیا۔ (اقرب) پس اس مادہ کے لحاظ سے اس کے معنے ہوں گے کہ وہ ہستی جو حق سے خود بھی دور ہے اور دوسروں کو بھی دور کرنے والی ہے۔ اور وہ ہستی جسے ہر وقت شرارتیں ہی سوجھتی ہیں۔ اور اس نے حق کی مخالفت کی ٹھان رکھی ہے۔ اور اگر اس کا مادہ شَاطَ مانا جائے۔ تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ وہ ہستی جو حسد اور تعصب کی وجہ سے جل جائے یا ہلاک ہو جائے۔ کیونکہ شاط الشیءُ کے معنی ہیں۔ احترق۔ کوئی چیز جل گئی۔ اور استشاط غضبًا کے معنی ہیں اذا احتدّ فی غضبہ والتھب کہ غصہ سے آگ بگولا ہو گیا۔ اور شاط فلان کے معنی ہیں۔ ھلک۔ ہلاک ہو گیا۔ شیطان اس سے فعلان کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے۔ اگر تو فیعال کے وزن پر ہو۔ تو یہ منصرف ہو گا۔ ورنہ غیر منصرف۔ ان معنوں کے علاوہ شیطان کے معنی لغت میں مندرجہ ذیل لکھے ہیں۔ روح شریر۔ بد روح۔ کل عات متمرد۔ ہر سرکش اور حد سے بڑھنے والا۔ الحیۃ۔ سانپ (سانپ کو اس لئے شیطان کہتے ہیں۔ کہ یہ بھی لوگوں کو ہلاک کرتا ہے۔ مگر شیطان اس سانپ کو کہتے ہیں۔ جو چھوٹا ہو) جو ہلاک ہونے والا ہو۔ اس کو بھی شیطان کہتے ہیں۔ چنانچہ حدیث میں ہے۔ کہ اکیلا سفر کرنے والا یا دو سفر کرنے والے شیطان ہیں۔ ہاں تین شخص جا سکتے ہیں۔ یعنی چونکہ اس وقت ڈاکے پڑتے تھے۔ اور ہلاک ہونے کا خطرہ تھا۔ اس لئے فرمایا۔ کہ دو شخصوں کے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہے۔ ہاں تین ہوں۔ تو سلامت آ جانے کی امید ہو سکتی ہے۔ قاموس میں لکھا ہے۔ (الشیطان معروف و کل عاتٍ متمرّد من انس او جن او دابۃ۔ یعنی ایک شیطان تو مشہور ہے ہی۔ نیز ہر ایک حد سے بڑھنے والے سرکش کو بھی شیطان کہتے ہیں۔ خواہ انسان ہو یا جن یا چارپایہ۔ گویا ثابت ہوا۔ کہ شیطان کا لفظ قرآن کریم میں یقینی طور پر انسانوں کے لئے بھی استعمال ہوا ہے۔

ابلیس کے لغوی معنے

ابلیس اَبْلَسَ سے بنا ہے۔ اور اَبْلَسَ کے معنی ہیں۔ قل خیرہٗ۔ اس سے کسی بھلائی کی توقع کم ہو گئی۔ یعنی بے خبر ہو گیا انکسرُ حزنہ۔ شکستہ خاطر ہو گیا۔ غمگین ہو گیا۔ اور جب ابلس من رحمۃ اللہ کہیں تو اس کے یہ معنی ہوں گے۔ یَئِسَ۔ وہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہو گیا۔ اور ابلس فی امرہٖ کے معنی ہیں۔ تحیّر۔ وہ اپنے معاملہ کے بارہ میں حیرانگی میں پڑ گیا۔ ابلس فلان کے ایک معنی سکت غمًّا کے بھی ہیں۔ یعنی غم و اندوہ کی وجہ سے خاموش ہو گیا۔ (اقرب) پس ابلیس کے معنی ہوں گے۔

(۱) ایسی ہستی جو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہو گئی۔ (۲) ایسی ہستی جس سے بھلائی کی امید کم ہو۔ (۳) ایسی ہستی جو اپنے معاملہ میں حیران رہ گئی ہو۔ کہ اسے کیا کرنا چاہیئے۔ (۴) ایسی ہستی جو غم و اندوہ سے بھری ہوئی ہو۔ قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ابلیس کا نام قرآن کریم میں گیارہ جگہوں میں آیا ہے۔ (۱) سورہ بقرہ (۲) اعراف (۳) حجر دو دفعہ۔ (۴) بنی اسرائیل (۵) کہف۔ (۶) طٰہٰ (۷) شعراء (۸) سباء (۹) ص دو دفعہ۔

شیطان کون ہے

داعی شر:۔ حضرت عثمان بن عفان فرماتے ہیں۔ کہ بیس فرشتے مختلف خدمات کے بجا لانے کے لئے انسان کے ساتھ رہتے ہیں۔ اور دن کو ابلیس اور رات کو ابلیس کے بچے ضرر رسانی کی غرض سے ہر دم گھات میں لگے رہتے ہیں۔ (صاحب المعالم) حضرت عبد اللہ سے روایت ہے:۔

عن عبد اللہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مامنکم احد الا وقد وکّل بہٖ قرینہٗ من الجن وقرینہٗ من الملٓئکۃ قالوا وایاک یا رسول اللہ قال وایای ولکن اللہ اعاننی علیہ فلا یامرنی الا بخیر انفرد (مسلم عن امام احمد) اس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ داعی شر یعنی شیطان انسان کے لئے مقرر ہے۔ جو ہمیشہ اس کی گھات میں رہتا ہے۔ اور بدیوں کی طرف متوجہ کرتا رہتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ نے انسان کے لئے ابتلاء کے طور پر دو روحانی داعی مقرر کر رکھے ہیں۔ ایک داعی خیر جس کا نام روح القدس ہے۔ اور ایک داعی شر۔ جس کا نام ابلیس اور شیطان ہے" (آئینہ کمالات اسلام حاشیہ صفحہ ۸۰)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مخالف شیطان ہیں

"صاحب انتہائے کمال کا جس کا وجود سلسلہ خالقیت میں انتہائی نقطہ ارتفاع پر واقع ہے۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔ اور ان کے مقابل پر وہ خسیس وجود جو انتہائے نقطہ انخفاض پر واقع ہے۔ اسی کو ہم لوگ شیطان سے تعبیر کرتے ہیں۔ اگرچہ بظاہر شیطان کا وجود مشہود و محسوس نہیں۔ ..... جو وجود شر انگیز ہے۔ یعنی وجود شیطان جس کا مقام ذو العقول کے انتہائی نقطہ انخفاض میں واقع ہے۔ اس کا اثر ہر ایک دل کو جو اس سے کچھ نسبت رکھتا ہے۔ شرک کی طرف کھینچتا ہے۔ جس قدر کوئی اس سے مناسبت پیدا کرتا ہے۔ اسی قدر بے ایمانی اور خباثت کے خیال اس کو سوجھتے ہیں۔ یہاں تک کہ جس کو مناسبت تام ہو جاتی ہے۔ وہ اس کے رنگ اور روپ میں آ کر پورا پورا شیطان ہو جاتا ہے۔ اور ظلی طور پر ان سب کمالات خباثت کو حاصل کر لیتا ہے۔ جو اصل شیطان کو حاصل ہیں" (حاشیہ سرمہ چشم آریہ صفحہ ۱۵۴)

گویا شیاطین سے مراد کفار اور منافقین کے سردار بھی ہیں۔ جو کبر اور نخوت کے باعث خدا تعالیٰ کے دین سے دور اور آنحضرت صلعم کے پاس حاضر ہونے سے نفور رہتے تھے۔ اور دوسرے زیر اثر لوگوں کو بھی صراط مستقیم کی طرف نہیں آنے دیتے تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ کفار کہیں گے۔ ربنا انا اطعنا سادتنا وکبراءنا فاضلونا السبیلا (احزاب ع ۸) کہ اے ہمارے رب ہم اپنے سرداروں اور بڑوں کے کہنے پر چلے۔ جنہوں نے ہمیں گمراہ کر دیا۔ یہی وہ لوگ تھے جو منافقوں کو اکسانے والے تھے۔ اور مسلمانوں کی ترقیوں کو دیکھ کر جلتے اور حق سے دُور تھے مسلمانوں سے جھگڑتے تھے اور اپنے کاموں میں مشغول تھے۔ جو ان کی ہلاکت کا باعث تھے۔

ابن جریر حضرت ابن عباس رضؓ کی روایت نقل کرتے ہیں۔ کہ اذا خلوا الیٰ شیاطینھم من الیھود الذین یامرونھم بالتکذیب۔ یعنی شیاطین سے منافقوں کے دوست یہودی مراد ہیں۔ جو انہیں تکذیب اسلام کی طرف دعوت دیا کرتے تھے اسی طرح ابن جریر قتادہ کا قول نقل کرتے ہیں۔ کہ اذا خلوا الیٰ شیاطینھم کے معنی ہیں۔ اخوانھم من المنافقین والمشرکین یعنی ان کے منافق اور مشرک دوست۔ اسی طرح ابن جریر نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضؓ کا قول نقل کیا ہے۔ کہ شیاطین سے مراد رؤسھم فی الکفر یعنی ان کے کافر سردار مراد ہیں۔ (بحوالہ تفسیر کبیر جلد اول صفحہ ۱۹۳)

دجال بھی شیطان ہے

"قرآن شریف اس شخص کو جس کا نام حدیثوں میں دجال ہے۔ شیطان قرار دیتا ہے جیسا کہ وہ شیطان کی طرف سے حکایت کر کے فرماتا ہے۔ قال انظرنی الیٰ یوم یبعثون قال انک من المنظرین۔ یعنی شیطان نے جناب الٰہی میں عرض کی۔ کہ میں اس وقت تک ہلاک نہ کیا جاؤں۔ جب تک کہ وہ مردے جن کے دل مر گئے ہیں۔ دوبارہ زندہ ہوں۔ خدا نے کہا۔ میں نے تجھے اس وقت تک مہلت دی۔ سو وہ دجال جس کا حدیثوں میں ذکر ہے۔ وہ شیطان ہی ہے۔ جو آخر زمانہ میں قتل کیا جائے گا۔ جیسا کہ دانیال میں بھی یہی لکھا ہے۔ اور بعض حدیثیں بھی یہی کہتی ہیں۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۸، ۳۹)

پتہ مطلوب ہے

نظارت بیت المال کو مکرم محمد یوسف صاحب بی۔ اے (ایس) ڈائرکٹر کسٹم ہاؤس مسقط، عرب کا موجودہ ایڈریس درکار ہے اگر وہ خود اس اعلان کو پڑھیں یا کوئی دوست ان کے موجودہ ایڈریس سے آگاہ ہوں تو وہ نظارت بیت المال کو اطلاع دے کر ممنون فرمائیں۔ (ناظر بیت المال ربوہ)

احباب کرام کی شاندار قربانیاں

(۱) محترمہ بیگم صاحبہ میجر اسلم صاحب مرحوم :۔ "مجھے آپ کا خط جو میرے بزرگوار نے گاؤں سے روانہ کیا ملا۔ مجھے سخت افسوس ہے کہ میں پچھلے سال سے چندہ تحریک جدید حسب مرضی ادا نہیں کر سکی۔ میری حالت کا آپ کو پتہ ہوگا۔ لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر اور احسان ہے کہ اس نے اپنی رحمت سے مجھے کچھ نہ کچھ پیش کرنے کی توفیق دیدی۔ آپ کا خط آنے سے ایک دن قبل میں تین سَو روپیہ تحریک جدید کا پچھلا بقایا معہ اپنے شوہر میجر اسلم کے اور دس روپیہ بیرون پشن اور دس روپیہ سیلاب زدگان ارسال کر چکی ہوں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین

آئندہ کے لئے تادم زیست وعدہ کرتی ہوں کہ تین سَو روپیہ سالانہ تحریک جدید کے دوں گی۔ جس میں نصف میرا۔ اور نصف میرے شوہر مرحوم کا ہوگا۔ حضور سے درخواست دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور میری بچیوں کو شیطان کے تصرف سے محفوظ رکھے اور اپنی ہی پناہ میں رکھے۔"

اس کے بعد ان کا ایک اور خط موصول ہوا جس میں لکھا۔ کہ جس دن میں نے آپ کو خط لکھا تھا اس دن بقیہ رقم میں نے بذریعہ چیک کیپٹن محمد سعید صاحب کو بھجوائی تھی۔ جس کی رسید آج مجھے مل گئی ہے۔ (یہ رقم /۲۷۶ روپیہ چندہ تحریک جدید ۵۵-۱۹۵۴ کو کرو مری مقامی جماعت میں ادا ہوئی ہے) میں اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر کرتی ہوں کہ اس نے مجھے کل رقم ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

ایک حسرت ابھی دل میں باقی ہے کہ پچھلے سالوں میں چندہ اضافہ کے ساتھ ادا نہ کر سکی اللہ تعالیٰ اس آرزو کو پورا کرنے کی توفیق دے۔ دل میں بے انتہا تڑپ ہے۔ لیکن مالی حالت ابھی تک اچھی نہیں گو آگے سے بہتر ہو رہی ہے۔ حضور اقدس میں دعا کے لئے عرض کریں۔ حضور کی دعا سے ہی سب کام ٹھیک ہوگا۔

(۲) میاں محمد عالم صاحب سیکرٹری تحریک جدید اکال گڑھ

اللہ تعالیٰ کے حضور سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے لئے یہ دعا کرتے ہوئے کہ اللّٰھم رُدَّ امامنا المحبوب انوار الشباب لیتم تفسیر الکتاب ویحیی الدین ویقیم الشریعۃ ویری بعینہ آیات نصرۃ دین خیر البریہ۔ آمین یا رب العالمین۔ وعدے اس سال کے گزشتہ سال سے ڈیوڑھے ہو جائیں۔ سال گذشتہ /۴۰۵ روپے تھے اس سال /۸۱۰ روپے کے ڈیوڑھے سے بھی زیادہ پیش کرتے ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

(۳) قلعہ صوبا سنگھ کے قائد محمد امین صاحب دفتر دوم سال ۱۲ میں /۵۷۶

کا وعدہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :۔ اس سال میں نے تقریباً تمام احمدیوں کو شامل کیا ہے۔ معہ ان کے اہل وعیال کے۔ یہی منشا حضور کا ہے کہ اس سال میں جماعت کے کارکنان گھر بہ گھر پہنچ کر اور تحریک جدید کی ضرورت اور اہمیت کا احساس دلا کر وعدے لیں تا احباب اس ضرورت کے پیش نظر خوشی سے شامل ہوتے ہوئے جلد تر ادا کر دیں اور ادا کر کے دل میں بشاشت محسوس کریں۔ اس جماعت کے قائد صاحب نے اپنے سارے خاندان کا وعدہ /۱۴۰ روپے اسی وقت ادا بھی کر دیا ہے جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

(۴) مولوی غلام مصطفےٰ صاحب ٹھیکیدار بھٹہ ربوہ :۔ آپ نے اس سال اپنا وعدہ معہ اپنے اہل وعیال /۶۰۰ روپیہ کا گذشتہ سے معتدبہ اضافہ سے فرمایا۔

(۵) حافظ عبد الکریم صاحب فضل ریڈیو لاہور کا سال ۱۲ میں /۵۵۰ روپے کا وعدہ اضافہ سے ہے۔

(۶) مانسہرہ کی جماعت کا وعدہ دفتر دوم میں /۱۱۳۱ ہے۔ اس میں محمد زمان شاہ صاحب ایڈووکیٹ نے /۴۵۰ روپے اور ڈاکٹر بشیر احمد صاحب کے /۳۷۵ روپے کا وعدہ گذشتہ سال سے ڈیوڑھا کر کے دیا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

(۷) ملک حبیب الرحمٰن صاحب :۔ آپ تحریک جدید میں شروع سے اضافہ سے دیتے آئے ہیں۔ اس سال میں حضور کا ارشاد جماعتوں کو ہے کہ وہ بہ حیثیت جماعت گذشتہ سال سے ڈیوڑھا کریں۔ کیونکہ تحریک جدید کا کام وسیع سے وسیع تر کیا جا رہا ہے۔ اور بفضل خدا جماعت بھی بڑھ رہی ہے۔ کام کی وسعت کے لحاظ سے ڈیوڑھا ہونا اور بہ لحاظ جماعت کے مشکل نہیں ہے اسی واسطے حضور ایدہ اللہ نے وکیل المال تحریک جدید کو ہدایت فرمائی ہے کہ وہ اس سال پانچ لاکھ روپیہ جمع کرے۔ وعدوں کی مقدار نسبت سے بہت کم ہے۔ اس پر صاحب موصوف نے اپنا سال ۲۲ کا چندہ ڈیوڑھا کر کے /۳۲۳ روپیہ لکھوایا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور نعم البدل دے۔ اور اضافہ کرنے والوں اور ڈیوڑھا کرنے والوں کے مال و دولت میں برکت دے۔ آمین (وکیل المال تحریک جدید)

خدا ترس اصحاب سے اپیل

(از مکرم مولٰنا ابو العطاء صاحب)

ہم ذیل میں خدا ترس انسانوں کے غور کے لئے صرف دو بیان نقل کرتے ہیں :۔

(۱) حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی ص ۲۵۷ پر جو ۱۹۰۷ء میں شائع فرمائی کہ

"میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے

نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا۔"

(۲) (الف) جناب ایڈیٹر صاحب قندیل لاہور لکھتے ہیں :۔

"کل جمعرات کو لاہور ایک طوفان نوح میں مبتلا ہو گیا۔" (۱۴ اکتوبر ۱۹۵۵ء)

(ب) جناب ایڈیٹر صاحب "چٹان" لاہور تحریر کرتے ہیں :۔

"پنجاب کو طغیانی کے جن تھپیڑوں نے ہلاک کیا اس سے اندازہ ہوتا ہے

کہ طوفان کیا تھا۔ لاہور کے طوفان نوح کو ہم نے اپنی آنکھوں دیکھا ہے"

(چٹان ۱۷ اکتوبر ۱۹۵۵ء)

خدا ترس اصحاب سے اپیل ہے کہ وہ ایک طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے الفاظ

"نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا"

پر نظر کریں۔ اور دوسری طرف مدیر چٹان کی اس شہادت کو پڑھیں کہ :

"لاہور کے طوفان نوح کو ہم نے اپنی آنکھوں دیکھا ہے"

اور بتلائیں کہ کیا اب بھی انہیں نوشتہ خداوندی کے پورا ہونے میں شک ہے؟ أَفِي اللَّهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ؟

نقد و تبصرہ

ماہنامہ کواپریشن لاہور کا سالانہ نمبر (ایڈیٹر عبد الرشید تبسم)

۴۳ صفحات پر مشتمل یہ ضخیم نمبر تحریک امداد باہمی کی تاریخ اور اس کی ضرورت و اہمیت کے ہر پہلو پر روشنی ڈالتا ہے۔ پاکستان کے موجودہ حالات میں یہاں کے عوام اور خصوصاً دیہاتی طبقہ کے معیار زندگی کو بلند کرنے کے لئے امداد باہمی کی تحریک ایک بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ اور ضرورت ہے کہ اس کے فوائد اور اس کی اہمیت بار بار عوام کے سامنے واضح کی جائے۔

ماہنامہ کواپریشن وقت کی اس ضرورت کو پورا کرتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ سالنامہ ادبی اور علمی موضوعات پر بھی ملک کے متعدد مشہور ادیبوں کے رشحات قلم سے مزین ہے۔

لکھائی چھپائی عمدہ اور ٹائیٹل بھی جاذب نظر ہے۔ قیمت فی پرچہ دو روپے ہے کواپریٹو یونین لاہور سے منگوایا جا سکتا ہے۔

درخواستہائے دعا

(۱) مکرم سید ولایت شاہ صاحب انسپکٹر بیت المال صدر انجمن احمدیہ ایک عرصہ سے بیمار چلے آرہے ہیں اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے روبصحت ہیں۔ جملہ احباب اور درویشان قادیان سے درخواست ہے کہ وہ شاہ صاحب کی صحت کاملہ و عاجلہ کیلئے درد دل سے دعا فرمائیں۔ (محمود احمد سعید واقف زندگی ربوہ)

(۲) میری والدہ قریباً ایک ماہ سے بیمار ہیں۔ درویشان قادیان و احباب کرام دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ شفا دے۔ آمین۔ عبد السلام دوکاندار ساکن ڈنڈپور دکھر دیال

(۳) میرے والد ماسٹر محمد خان صاحب اشرف بعارضہ نزلہ کھانسی و آنکھوں میں نزول الماء بیمار احباب جماعت ان کی کامل صحت یابی کے لئے دعا فرمائیں۔ احمد علی خالد فضل الحجید پٹواری دفتر تحصیل چنیوٹ

(۴) میری بہو چار سال سے بیمار چلی آرہی ہے احباب جماعت کامل شفایابی کے لئے دعا فرمائیں۔ رحمت اللہ جھنگ بازار گھیانہ جھنگ

(۵) میرے ابا جان میر محمد بخش صاحب ایڈووکیٹ (امیر جماعت احمدیہ گوجرانوالہ) چند دنوں سے بیمار ہیں۔ بزرگان سلسلہ سے صحت کاملہ اور درازی عمر کے لئے استدعا کرتی ہوں۔ (انیس اختر بیگم)

(۶) میرا چھوٹا بچہ سلطان احمد پیٹ جل جانے کی وجہ سے سخت تکلیف میں ہے۔ احباب اس کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔ ایم عبد الرحمٰن شمیم سیالکوٹی مرچی گیٹ لاہور

دین کی اشاعت کیلئے حکومت و طاقت کا استعمال

نوٹ :۔ ضروری نہیں کہ ادارۂ الفضل مضمون سے پوری طرح متفق ہو ۔
از روزنامہ نوائے پاکستان ۴ نومبر ۱۹۵۵ء لاہور

(۲)

انبیاء کرام کا فریضہ اور وظیفہ

اور سنئے جن کے ذمہ جناب ابوالاعلیٰ مودودی صاحب (ہوس اقتدار کے جال میں پھنس کر) یہ فریضہ عائد کر رہے ہیں۔ کہ وہ طاقت حاصل کر کے طاقت کے ذریعہ اپنے نقشہ کو واقعات کی دنیا میں قائم کریں۔ ان پر باری تعالےٰ تو صرف اتنا ہی فریضہ عائد کرتا ہے۔ انہیں تو صرف اتنا حکم دیا جاتا ہے کہ

یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک

اے رسول پہنچا دو جو کچھ اترا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے

اے نبی! تم بنی نوع انسانی کے سامنے نیکی و بدی میں امتیاز کردو۔ کائنات کے سامنے اپنے نظریہ و ضابطہ کو رکھدو۔ اپنا نقشہ بنی نوع انسانی کے سامنے پیش کردو۔ خطۂ ارضی کے رہنے والوں کو ہمارا حکم پہنچا دو۔ کیونکہ

ماعلی الرسول الا البلاغ

رسول پر نہیں مگر (ہمارے حکم کا) پہنچا دینا۔

اے نبی! تم تو ہمارے حکم کو پہنچانے والے ہو۔ تمہیں تو صرف نیکی و بدی میں تفریق ظاہر کرنی ہے۔ اپنی تہذیب کو پیش کرنا ہے۔ تم پر تو صرف اپنے نقشہ کو بنی نوع انسانی کے سامنے پیش کر دینے کا فریضہ عائد ہے نہ کہ اقتدار کی کنجیوں اور حکومت کی کرسیوں پر قبضہ کرنے کا۔ تم پہنچا دو نہایت واضح کر کے پہنچا دو۔ تمہاری ذمہ داری تمام ہو جائے گی۔ تمہارا فریضہ ادا ہو جائے گا۔ اب آگے بنی نوع انسانی کا کام ہے کہ وہ اسے اختیار کرے قبول کرے اس پر عمل پیرا ہو۔

فان اعرضوا

تو اگر وہ منہ پھیریں!

تمہارے نظریہ و ضابطہ کو قبول نہ کریں۔ تمہارے پیش کئے ہوئے نقشے سے روگردانی کریں۔ اسے صحیح تسلیم نہ کریں۔ اس میں شک کریں اور کہیں کہ تمہارے پاس نہ مال و دولت ہے نہ جاگیر و جائداد نہ حکومت اور اقتدار کی کنجیوں پر تمہارا قبضہ ہے نہ تمہیں کوئی طاقت حاصل ہے

ماانتم الا بشر مثلنا

تم تو نہیں مگر ہم جیسے آدمی

اب بھلا ہم ایک اپنے جیسے آدمی کی بات کیونکر مان لیں جن کے پاس نہ حکومت ہے نہ سرداری ہاں اگر تم حکومت پر متصرف ہوتے۔ اقتدار کی کنجیوں پر تمہارا قبضہ ہوتا۔ تمہیں کوئی طاقت حاصل ہوتی زمام کار تمہارے ہاتھوں میں ہوتی تو پھر بلاشبہ ہم تم پر ایمان لے آتے۔ تمہاری تہذیب کو اپنی زندگیوں میں رائج کرتے۔ اور تمہارے نقشے پر چلتے۔

مگر تمہارے پاس کچھ بھی نہیں ہے اور ہم نہیں سمجھتے کہ ایسے شخص پر جس کے پاس حکومت اور اقتدار میں سے کچھ نہ ہو رحمٰن کوئی چیز کیسے نازل کرسکتا ہے۔ وہ نبی کیسے ہو سکتا ہے اسلئے

وما انزل الرحمٰن من شیئٍ ان انتم الا تکذبون

اور رحمٰن نے کچھ نہیں اتارا۔ تم تو نرے جھوٹے ہو

تو اے محبوب! آزردہ خاطر نہ ہونا۔ اس کی پرواہ نہ کرنا اس لئے کہ

فما ارسلنٰک علیھم حفیظاً

تو ہم نے تمہیں ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔

ہم نے تم پر یہ فرض عائد نہیں کیا کہ حکومت پر تصرف حاصل کر کے ان پر دباؤ ڈالو۔ طاقت حاصل کر کے طاقت کے ذریعہ دین کے نقشہ کو واقعات کی دنیا میں قائم کرو۔ نہیں نہیں اے پیارے محبوب!

ان علیک الا البلاغ

تم پر تو نہیں مگر (دین کا) پہنچا دینا۔

تم تو بس پہنچا دو۔ مانیں یا نہ مانیں انہیں اختیار ہے تمہارے نظریہ و ضابطہ کی پیروی کریں یا گمراہی کی لعنت میں مبتلا ہوں۔ بہرکیف ان کو ان کے کئے کا بدلہ مل کر رہے گا۔ بات اتنے پر ہی ختم نہیں ہوجاتی کہ حضرات انبیاء علیہم السلام ہی کو مخاطب کر کے کہہ دیا گیا کہ تم پہ حکومت اور طاقت حاصل کر کے اپنے نقشہ کو واقعات کی دنیا میں قائم کرنے کی ذمہ داری نہیں ہے بلکہ بنی نوع انسانی سے بھی خطاب کر کے صاف صاف فرمایا گیا کہ

اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول

حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا

پیروی کرو انبیاء علیہم السلام کے پیش کئے ہوئے نظریہ و ضابطہ کی۔ اختیار کرو ان کی تہذیب کو عمل کرو ان کے نقشے پر واحذروا اور ہوشیار کہ فان تولیتم پھر اگر تم پھر جاؤ نہ مانو حکم اللہ کا اور اس کے رسول کا۔ نہ قبول کرو انبیاء علیہم السلام کے نظریہ و ضابطہ کو۔ اور اپنی زندگیوں میں ان کی تہذیب کو جگہ نہ دو۔ ان کے پیش کئے ہوئے نقشے پر عملدرآمد نہ کرو۔ فاعلموا تو جان اور سمجھ لو

انما علیٰ رسولنا البلاغ المبین۔

ہمارے رسول کے ذمہ واضح طور پر (دین) پہنچا دینا ہے۔

دین کا نقشہ پیش کر دینا ہے نہ کہ حکومت و اقتدار پر قبضہ کر کے طاقت کے ذریعہ سے اپنا نقشہ واقعات کی دنیا میں قائم کرنا۔

والحمد للّٰہ رب العالمین

یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ دین کے نظریات و ضوابط کو پھیلانے کے لئے دین کی تہذیب کو زندگیوں میں اختیار کرنے کے لئے نہ حکومت کا زمام تصرف ہونا ضروری نہ اقتدار کی کنجیوں کا قبضہ میں ہونا۔ نہ دین کے نقشہ کا واقعات کی دنیا میں بذریعہ طاقت قائم ہونا منشاء ایزدی کے مطابق بالکل قطعاً منافی اور اس حقیقت کو واضح کیا۔ قرآن مجید فرقانِ حمید نے جس کا رد نہیں کرے گا مگر گمراہ بے دین!

اب ہم جناب ابوالاعلیٰ مودودی صاحب اور ان کے حامیان کرام سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ کیا فرماتے ہیں وہ اس بارے میں کہ قرآن عظیم کی اس صاف وصریح وضاحت کے بعد بھی وہ یہی کہتے رہیں گے کہ:

”دین کا نقشہ واقعات کی دنیا میں بغیر حصولِ طاقت قائم نہیں ہوسکتا بلکہ کاغذ پر اور ذہنوں میں بھی زیادہ عرصہ تک باقی نہیں رہ سکتا۔“

اور زندگی میں کہیں بھی اس تہذیب کے لئے کوئی جگہ نہیں ہوتی جو اپنی حکومت نہ رکھتی ہو اس لئے اس کو لازم ہے کہ وہ حکومت پر متصرف ہوکر اپنی تہذیب کے لئے انسانی زندگی میں کوئی جگہ نکالے۔ اور طاقت حاصل کر کے اپنے نقشہ کو طاقت کے ذریعہ واقعات کی دنیا میں قائم کرے۔

(نوائے پاکستان)

دعائے مغفرت

میرے بڑے بھائی غلام قادر صاحب قریباً پچاس سال کی عمر میں بعارضہ نمونیا ایک ہفتہ بیمار رہنے کے بعد ۲ / ۱۲ / ۵۵ کو بعد دوپہر میو ہسپتال لاہور میں فوت ہوگئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ احباب دعائے مغفرت فرمائیں۔ نیز مرحوم کے بچوں کے لئے بھی دعا کریں کہ مولا کریم انہیں احمدیت کا خادم بنائے آمین

ابراہیم سیکرٹری مال جماعت احمدیہ
چوہڑ کانہ منڈی ضلع شیخوپورہ

احباب الفضل سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں

چھ امریکی ماہرین سرمایہ کاری کے امکانات کا جائزہ لینے پاکستان آئیں گے

بین الاقوامی تعاون کے ادارے کا اعلان

واشنگٹن ۲ دسمبر۔ بین الاقوامی تعاون کے امریکی ادارے نے اعلان کیا ہے کہ مستقبل قریب میں چھ امریکی ماہرین کی ایک جماعت پاکستان میں سرمایہ کاری کے امکانات کا جائزہ لینے کے لئے کراچی جائے گی اعلان کیا گیا ہے کہ یہ جائزہ حکومت پاکستان کی درخواست پر لیا جا رہا ہے اور اس کے اخراجات بین الاقوامی تعاون کا ادارہ فنی تعاون کے پروگرام کے تحت برداشت کرے گا۔

اس جائزے کی تکمیل کی غرض سے پاکستان اور نیویارک کی ایک فرم فورڈ بیکن اینڈ ڈیوس کے درمیان ایک سال کی مدت کے لئے تین لاکھ بیس ہزار ڈالر کے معاہدے پر دستخط ہو چکے ہیں۔ یہ فرم انجینئرنگ کے متعلق مشورے دیتی ہے۔

ماہرین کی اس جماعت کی روانگی کے لئے ابھی کوئی تاریخ مقرر نہیں کی گئی ہے۔ جماعت کی قیادت فرم کے سپروائزنگ سینیئر انجینئر ویم ٹی اسمتھ کریں گے۔ جماعت کے دوسرے ارکان کے نام ابھی تک معلوم نہیں ہو سکے۔ جماعت میں ایک کیمیکل انجینئر، ایک ٹیکسٹائل انجینئر، ایک میکینیکل انڈسٹری انجینئر، ایک غذا صاف کرنے کا ماہر اور ظروف سازی کا ایک انجینئر شامل ہوگا

ماہرین یہ معلوم کرنے کے لئے کہ پاکستان میں کونسی صنعتیں قائم ہوسکتی ہیں یا کن صنعتوں میں پاکستان کے قدرتی وسائل اور اس کی اقتصادی ضروریات کے مطابق توسیع کی جاسکتی ہے۔ پاکستان کے اقتصادی اور صنعتی امکانات جائزہ لیں گے۔

بین الاقوامی تعاون کے ادارے کے اعلان میں بتایا گیا ہے۔ کہ پاکستان میں سیمنٹ اشک کیمیاوی کھاد، قدرتی گیس، الجعاری کیمیکل، پارچہ بافی، دھات کی مصنوعات۔ غذاؤں کو صاف کرنے اور ان کو ذخیرہ کرنے، شیشہ سازی، مٹی کے برتن بنانے۔ اینٹ سازی۔ بدرووں کی نالیاں اور کھپریل وغیرہ کے میدانوں میں صنعتی ترقی کے امکانات موجود ہیں۔

سیمنٹ کے دو نئے کارخانے

کراچی ۲ دسمبر۔ اگلے ماہ سے حیدرآباد اور داؤد خیل میں سیمنٹ کے دو نئے کارخانے کام شروع کر دیں گے صنعتوں کی ترقیاتی کارپوریشن نے یہ کارخانے قائم کئے ہیں ان کارخانوں میں سالانہ ۲ لاکھ بیس ہزار ٹن سیمنٹ تیار ہوگا۔ بعد میں سیمنٹ کی پیداوار ۴ لاکھ ٹن تک پہنچ جائیگی اس وقت ملک میں سیمنٹ کے پانچ کارخانے کام کر رہے ہیں جن میں سالانہ ۷ لاکھ ٹن سیمنٹ تیار ہوتا ہے جبکہ ملک کی ضرورت دس لاکھ ٹن سالانہ ہے۔

مغربی پاکستان کے لیڈر عوامی لیگ سے علیحدہ ہو گئے

عوامی لیگ کی عاملہ کا چار روزہ اجلاس ختم ہو گیا

کراچی ۲ دسمبر۔ مغربی پاکستان اور مشرقی بنگال کے بعض سرکردہ عوامی لیگ لیڈروں نے کل ایک مشترکہ اعلان میں پاکستان عوامی لیگ سے علیحدگی کا اعلان کیا ہے۔ ان زعماء نے مخلوط انتخابات کی حمایت پارٹی کا آئین تبدیل کرنے اور غیر مسلموں پہ پارٹی کے دروازے وا کرنے کے متعلق مجلس عاملہ کے فیصلوں کے خلاف احتجاج کے طور پہ اقدام کیا ہے۔ —— یہ لیڈر اپنے آپ کو کل پاکستان عوامی مسلم لیگ کا رکن ہی سمجھیں گے اور جماعت نے ۱۹۵۲ء میں کل پاکستان پارٹی کنونشن منعقدہ لاہور میں جو دستور العمل تیار کیا تھا اس کے مطابق کام کریں گے۔ ان لیڈروں نے الزام عاید کیا ہے کہ عوامی لیگ کے بعض لیڈر پارٹی کے طے شدہ لائحہ عمل کی مخالفت کر رہے ہیں اور پارٹی کے اصولوں سے انحراف کر کے اس کے مفادات کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔

عوامی لیگ لیڈروں نے اپنے مشترکہ بیان میں عوامی لیگ کے مذکورہ فیصلوں کی سخت مخالفت کی ہے اور قیام وحدت مغربی پاکستان کی مکمل حمایت کا اعلان کیا ہے۔ ان میں پیر صاحب مانکی شریف۔ راجہ حسن اختر اور خواجہ عبدالرحیم بھی شامل ہیں۔

کل یہاں پاکستان عوامی لیگ کی مجلس عاملہ کا مسٹر حسین شہید سہروردی کی صدارت میں چار روزہ اجلاس سات قرار دادیں منظور ہونے کے بعد ختم ہو گیا۔

مصر کے لئے عالمی بنک کا قرضہ

قاہرہ ۲ دسمبر۔ مصر کے وزیر ترقیات ونگ کمانڈر حسن ابراہیم نے بتایا ہے کہ مصر اسوان بند کی تعمیر کے لئے عالمی بنک سے قرضہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے آپ نے بتایا کہ مصری وزیر خزانہ جو اس سلسلہ میں بات چیت کرنے کے لئے واشنگٹن گئے ہوئے تھے اپنے مشن میں کامیاب ہو گئے ہیں مصر نے عالمی بنک سے دو کروڑ ڈالر قرضہ حاصل کرنے کے لئے درخواست کی ہے۔ اسوان بند کی تعمیر پہ نو کروڑ ڈالر کے اخراجات کا اندازہ ہے، اور تکمیل کے بعد یہ دنیا کا سب سے بڑا بند ہوگا۔

نئی دہلی ۲ دسمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ وزیر اعظم ہند پنڈت نہرو نے شاہ سعود کی دعوت پہ سعودی عرب جانا منظور کر لیا ہے۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ نہرو کب سعودی عرب جائیں گے۔

درخواست دعا

" میرے بھائی عزیز معین الدین احمد B.Sc. بغرض اعلیٰ تعلیم مورخہ ۱۳/۱۲/۵۵ کو بذریعہ ہوائی جہاز انگلستان تشریف لے جا رہے ہیں۔ احباب اور بزرگان سلسلہ سے خاص طور پر دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو بخیر و عافیت منزل مقصود پر پہنچائے اور ہر حال میں حامی و ناصر ہو۔ آمین تم آمین وہ مورخہ ۱۱/۱۲/۵۵ کو لائلپور سے بذریعہ چناب ایکسپریس عازم کراچی ہوں گے۔

(چوہدری بشیر الدین پروپرائیٹر دہلی انجینئرنگ اینڈ جنرل سٹورز ربوہ۔ ضلع جھنگ)

ولادت

میرے بھائی سردار عبدالقادر صاحب محرر لنگر خانہ ربوہ کو اللہ تعالیٰ نے دوسری لڑکی عطا فرمائی ہے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے نام نجم النساء تجویز فرمایا ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ وہ نومولودہ کی درازی عمر کے لئے دعا فرما دیں۔

خاکسار ظفر اقبال ربوہ